Fikr-o-Nasar (Islamabad) 41:3 (2004)

نام کتاب : شاعرِ نعت

قیمت : درج نہیں

اشاعت : ن ۔ د

ناشر : ن ۔ د

تبصرہ نگار : ڈاکٹر محمد طاہر منصوری ☆

نبی اکرمﷺ سے محبت و عقیدت ہر مسلمان کے ایمان کا بنیادی جزو ہے۔ صحیح حدیث ہے:
"لایؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیه من والده وولده والناس أجمعین" (تم میں سے کوئی ایمان میں اس وقت تک پختہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ میری محبت اس کے دل میں اس کے باپ، بیٹے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر جاگزیں نہ ہو جائے) عشق و محبت کا یہ مرتبہ ایمان کا خلاصہ اور لازمہ ہے۔ اسلام میں خدا اور رسول کے ساتھ جو محبت مطلوب ہے، وہ دنیا کے ہر رشتے، اور ناطے سے ماوراء اور بڑھ کر ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:-

> "اے پیغمبر! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیبیاں، تمہارے اعزہ و اقارب اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور کاروبار جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہو اور مکانات جو تمہیں پسند ہوں، اگر یہ سب چیزیں تم کو اللہ اور اس کے رسولﷺ اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز اور پیاری ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کے گروہ کو ہدایت نہیں دیتا۔

نبی اکرمﷺ کا ساتھ والہانہ محبت و عقیدت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں کا شعار تھا، وہ آپ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک انداز کا مشاہدہ کرتے اور اس کی تقلید کو حرزِ جاں بناتے۔ جناب رسالت مآبﷺ کے ساتھ ان کی عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ آپﷺ کے وضو کے پانی تک کو نیچے گرنے نہ دیتے اور اسے اپنے منہ پر مل لیتے۔ حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا کہ نبی اکرمﷺ کے ساتھ تمہاری محبت کیسی ہوتی تھی؟ آپ نے جواب دیا، بخدا! نبی اکرمﷺ

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

ہم کو مال و اولاد اور ماں باپ سے زیادہ محبوب تھے۔

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اُمت مسلمہ کی اسی والہانہ محبت و عقیدت نے ادب کی ایک صنف نعت گوئی کو جنم دیا۔ شاعر رسول ﷺ حضرت حسان بن ثابت نے آپ ﷺ کے اوصاف و شمائل کو اپنا موضوع سخن بنایا اور اس طرح فن نعت گوئی کی بنیاد رکھی۔ بعد میں امام شرف الدین محمد بن حسن بوصیری نے اس روایت کو مزید آگے بڑھایا۔ ان کا قصیدۃ ''الکواکب الدریۃ فی مناقب خیرالبریۃ'' جو قصیدہ بردہ شریف کے نام سے معروف ہے، نعتیہ ادب کے آسمان میں مہر عالم تاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ قصیدہ بردہ نے اسلامی ادب کی تاریخ میں انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ اس کے اشعار سوز و گداز اور کیف و عقیدت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس والہانہ عقیدت اور قلبی شیفتگی کا صلہ امام بوصیریؒ کو یہ ملا ہے کہ آج ان کے قصیدے کو شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہے۔

بعد میں حضرت حسانؓ اور امام بوصیری کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عالم اسلام کے ہزاروں شعرائے کرام نے اپنا فن سخن وری مدحت خیرالانام کے لئے وقف کیا اور جناب رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ گرامی، اوصاف حمیدہ، اور آپ ﷺ کے پیام زندگی اور درس حیات کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ خاقانی، نظامی، سنائی، عطار، نظیری، جامی، قدسی، حضرت امیر مینائی، مولانا محسن کاکوروی، مولانا احمد رضا خان، مولانا ظفر علی خان، علامہ اقبال، شوقی، حفیظ جالندھری اور عبدالعزیز خالد آسمان ادب کے وہ چمکتے ستارے ہیں جنھوں نے نعت گوئی میں ایک امتیازی مقام پیدا کیا اور نعت کے مطالب و مضامین کو وسعت دی۔

زیرنظر کتاب ''شاعرنعت'' اسی کہکشاں کے ایک تابناک ستارے راجہ رشید محمود کے فکروفن کے بارے میں ہے جنھوں نے مدحت خیرالانام کے لئے اپنی زندگی اور فن مخصوص کردیئے۔ مصنف کتاب ڈاکٹر سیّد محمد سلطان شاہ صاحب نے اس کتاب میں جناب محمود صاحب کی فکر اور ان کی نعت گوئی کے فنی و ادبی محاسن کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ موضوعاتی اعتبار سے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے حصے میں مصنف نے راجا صاحب کے نعتیہ کلام کے مضامین و موضوعات کا جائزہ لیا ہے۔ دوسرا حصہ اس کلام کے ادبی و فنی محاسن سے گفتگو کرتا ہے۔ فاضل مصنف نے انتہائی عرق ریزی سے ان موضوعات و مضامین اور مطالب و مباحث کی نشاندہی کی ہے جو شاعر نعت کے کلام میں قاری کو ملتے ہیں۔ جناب شاہ صاحب بتاتے ہیں کہ یہ مضامین قرآنی تعلیمات، اور سنت نبوی ﷺ کا پرتو ہیں۔ شاعر نعت کا کلام اپنی فکری غذا قرآن و سنت اور سیرت طیبہ سے براہ راست

حاصل کرتا ہے، جس کی بنا پر وہ اس افراط و تفریط سے پاک ہے، جس کا شکار کئی نعت خواں شعراء ہوئے ہیں۔ ان کی شاعری میں قرآنی تعلیمات کا بکثرت استعمال ملتا ہے، کئی اشعار قرآن کے مضامین پر مشتمل ہیں۔ قرآن میں نبی اکرمﷺ کے بارے میں جس مضمون کا بھی تذکرہ آیا ہے، اسے راجا صاحب نے نعت کا موضوع بنایا ہے۔ انہوں نے حدیث لٹریچر سے بھی نعت گوئی میں استفادہ کیا ہے۔ ان کی شاعری کے مضامین میں ذکرمدینہ، صلوٰۃ و سلام، تحفظ ناموس رسالت، عظمت مصطفیٰﷺ، میلادالنبی، واقعہ اسراء و معراج، شفاعت مصطفیٰ اور مدح اہل بیت جیسے مضامین خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے اپنا ایک مجموعہ صرف درود پاک کے موضوع کے لیے مختص کیا جس کے ہر شعر میں صلوٰۃ و سلام کی اہمیت، فضیلت اور فوائد بیان کر کے عوام الناس کو درود خوانی کی ترغیب دی ہے۔ اسی طرح انہوں نے اپنا ایک پورا دیوان ذکر مدینہ کی نذر کیا ہے۔

شاعرنعت راجا صاحب کے کلام کی ایک خصوصیت بارگاہ رسالتﷺ کا ادب ہے جو علامہ اقبال کی زبان میں محبت کے قرینوں میں پہلا قرینہ ہے۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ یہ ایسی نازک بارگاہ ہے جہاں زبان و بیان کی ادنیٰ سی لغزش ساری محنت کو اکارت کر سکتی ہے اور وہ قرآن کے الفاظ میں **''أن تحبط أعمالكم و أنتم لا تشعرون''** کا مصداق بن سکتا ہے۔

ادب گاہیست زیرآسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

آسمان کے نیچے یہ عرش سے بھی زیادہ نازک بارگاہ ہے کہ جہاں حضرت بایزید بسطامیؒ اور خواجہ جنید بغدادیؒ جیسے اولیاء بھی رعب و جلال سے لرزتے اور کانپتے آتے ہیں۔

اسی احساس کے پیش نظر جناب راجا محمود صاحب نے اپنے نعتیہ کلام میں جناب رسالت مآب ﷺ کے لئے کسی جگہ بھی ''تو'' یا ''تم'' کی ضمیر استعمال نہیں کی بلکہ ہر جگہ ''آپ'' کے لفظ کا التزام کیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بارگاہ رسالت کا جو ادب شاعر نے ملحوظ رکھا ہے وہی ہمیں محقق ڈاکٹر سیّد محمد سلطان شاہ صاحب کے ہاں بھی نظر آتا ہے۔ اس کا بیّن اظہار یہ ہے کہ کتاب ''شاعر نعت'' میں جہاں جہاں جناب رسالت مآبﷺ کا نام آیا ہے یا ان کی ذاتِ گرامی کی طرف راجع کوئی ضمیر آئی ہے، وہاں محقق نے صلاۃ و سلام کا بھرپور التزام کیا ہے۔

مصنف ''شاعرنعت'' نے کتاب کے پہلے حصے میں بہت فاضلانہ انداز میں جناب راجا محمود صاحب کے نعتیہ کلام اور مقالات کی علمی و فکری جہتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ حصہ تحقیقی مقالات کی

شکل میں ہے، ان میں جناب مصنف نے راجا صاحب کے کلام کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ ان کا کلام قرآنی تعلیمات، سنت رسول ﷺ اور ان کی سیرت کا پرتو ہے۔ یہ سارے مقالات پوری علمی دیانت کے ساتھ اور تحقیقی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھے گئے ہیں۔ مثلاً کتاب کا پہلا مقالہ ''تعلیمات قرآن کا پرتو'' (صفحات ۲۱ تا ۵۵) جناب راجا محمود صاحب کے سترہ نعتیہ مجموعوں کے عمیق مطالعے کا نچوڑ ہے۔ شاعر نے جن جن آیات سے استفادہ کیا ہے، ان کا مقالے میں تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کے حوالے پوری علمی صحت کے ساتھ مقالے کے آخر میں دیئے گئے ہیں۔ قرآنی الفاظ کو قرآنی املا اور مصحف عثمانی کے مطابق لکھنے کا بھی التزام کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں ۲۰۱ حوالہ جات دیئے گئے ہیں جو محقق کی محنت، علمی دیانت و اخلاص کا مظہر ہیں۔ ''پرتو احادیث حضور'' بھی سابقہ مقالے کی طرح ایک فاضلانہ مقالہ ہے۔ وہی محنت و عرق ریزی اور علمی دیانت یہاں پر بھی نظر آتی ہے۔ تاہم نعتیہ کلام میں آنے والی احادیث کی تخریج نہیں کی گئی۔ بہتر ہوتا کہ ان احادیث کو صحاح ستہ یا احادیث کی دیگر مستند کتابوں کے حوالے سے نقل کیا جاتا۔ اس طرح کتاب کی علمی ثقاہت میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔

اسی طرح کی تشنگی ''تعلیمات حضور'' کے عنوان سے لکھے گئے مقالے میں بھی محسوس ہوتی ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے کلام محمود میں مذکور نبی اکرم ﷺ کی ان اہم معاشرتی تعلیمات کا ذکر کیا ہے جو محبتوں کے فروغ اور پرسکون معاشرے کی تشکیل کی ضامن ہیں۔ ان تعلیمات کو راجا محمود صاحب نے شعری قالب میں ڈھالا ہے۔ ایک علمی و تحقیقی مقالے کی حیثیت سے بہتر ہوتا کہ ان تعلیمات کا حوالہ حدیث کی کسی مستند کتاب سے دیا جاتا۔ مثلاً یہ شعر:-

؎ حکم رسول پاک پر، اپنے ہر ایک بھائی کی
جان و منال و آبرو، سب کے لیے ہوئی حرام

ایک حدیث کے مضمون پر مشتمل ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کی جان، مال اور آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اس حدیث کا حوالہ اگر کسی ثانوی ماخذ کی بجائے کسی بنیادی ماخذ سے دیا جائے تو کتاب کا علمی مقام مزید بڑھ سکتا ہے۔

شاعرنعت میں ایک مقالہ ''تحفظ ناموس مصطفیٰ ﷺ'' ہے۔ اس میں مقالہ نگار نے راجا صاحب کا وہ منتخب کلام پیش کیا ہے جو حفاظت حرمت رسول ﷺ سے متعلق ہے۔ اس میں ایسے محسنین ملت کی منقبتیں بھی ہیں جنھوں نے ناموس رسالت کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں۔ ایک خوبصورت آزاد

نظم ''سلمان رشدی کا قاتل'' کے عنوان سے ہے۔ یہ بلاشبہ ایمان کو گرما دینے والی نظم ہے۔ اس کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

''وہ ایک لمحہ
وہ وقت پر حکمران لمحہ
کہ جب عزیمت کی جرأت افزا منڈیر پر جھلملاتے دیپک
اگائیں گے روشنی کی فصلیں
دھنک جمے گی فضا میں ہر سو، محافلِ رنگ و نور ہوں گی
زمانے بھر میں اُجالا ہوگا
اُجالا ہوگا سعادتوں کا
سعادتوں کا اُجالا ہوگا جسارتوں سے
جسارتیں
جو محبتوں کی نقیب ہوں گی
جو میرے آقا ﷺ کی عزتوں اور حرمتوں کا نشاں رہیں گی
جسارتیں جو علم اٹھائیں گی حفظِ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کا
جسارتیں جو گلا دبوچیں گی شاتمیت کا
اور
بے اصل رشدی ایسا خبیث اس لمحے مارا جائے گا
جرأتوں کے، جسارتوں کے، عزیمتوں کے شناسا ہاتھوں سے
میرے ہاتھوں سے''

جناب ڈاکٹر سیّد محمد سلطان شاہ صاحب نے ''شاعر نعت'' کی جناب رسالت مآب ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت اور قلبی شیفتگی کا بہت موثر انداز میں ذکر کیا ہے۔ حب رسول ﷺ نے ان کی طبیعت میں جو رقت و گداز پیدا کر دیا تھا وہ ان کی نعتیہ شاعری میں جگہ جگہ جھلکتا ہے۔ ہجر دیار حبیب کا ذکر وہ دل گرفتہ کیفیت میں کرتے ہیں، اس حوالے سے کچھ اشعار یہ ہیں:-

غم فراق دیار حبیب کے باعث ہجوم اشک رواں چشم تر میں رہتا ہے
پلکیں جو ابر عشق نبی سے ہوں باوضو کھل جائیں گے گلاب سر مزرع سخن

ضیائے یاد پیمبر کا فیض ہے محمود   سر مژہ کوئی تارہ مچلنے والا ہے

یہ وہی کیفیت ہے جو ہمیں امام بوصیری کے ہاں ملتی ہے۔ امام بوصیری اپنے قصیدے کا آغاز ہی ایک ذوق و شوق اور وارفتگی کی کیفیت سے کرتے ہیں۔ ذی سلم کے پڑوسیوں کی یاد، کاظمہ سے چلنے والی ہواؤں اور کوہ اضم پر چمکنے والی بجلیوں نے ان کی آنکھوں کو غمناک اور دل کو مضطرب کر دیا ہے۔

امن تذکر جیران بذی سلم
مزجت دمعا جری من مقلة بدم
أم هبّت الريح من تلقاء كاظمة
أو أومض البرق فی الظلماء من إضم
فما لعينک إن قلت اكففا همتا
فما لقلبک إن قلت استفق يهم

شاعر نعت میں راجا محمود صاحب کے نعتیہ کلام کی فصاحت و بلاغت کا بہت موثر انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ بلاغت کے مختلف اسالیب کو فنی مہارت کے ساتھ ڈاکٹر سیّد محمد سلطان شاہ صاحب نے بیان کیا ہے۔ کسی ادبی فن پارے کے فنی محاسن جانچنے کے لیے شاہ صاحب نے جہاں ایک کسوٹی فراہم کی ہے، وہاں ایک نئے تحقیقی انداز کی طرح بھی ڈالی ہے۔ ہمارے خیال میں انہوں نے ادب کے طلبہ اور محققین کو ایک نئے میدان تحقیق سے روشناس کرایا ہے۔ یہ بلاشبہ ایک غیرمعمولی علمی و ادبی خدمت ہے۔

آج جب کہ کاکل و رخسار کے موضوعات ادب کی شناخت بن گئے ہیں اور شاعر وقلم کار اپنی ذہنی و فکری توانائیاں ایسے سفلی ادب کی آبیاری میں خرچ کر رہے ہیں، قابل صد افتخار ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے فن اور ہنر کو سیّد البشر اور خیرالأنام ﷺ کی مدح و توصیف کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ راجا محمود اور ڈاکٹر سیّد محمد سلطان شاہ ایسے ہی خوش نصیب ادیب وقلم کار ہیں جنہیں مدح رسولؐ اور مطالعہ سیرت رسولؐ کا اعزاز ملا ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی ایک نظم ''ہنرمندان ہند'' میں ایسے شاعروں اور ادیبوں کی مذمت کی ہے جن کے تخیل کی آخری حد عورت ہے، اور اس سے آگے سوچنے کی صلاحیت سے وہ محروم ہیں، وہ کہتے ہیں:-

عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیل ان کا
ان کے اندیشہ تاریک میں قوموں کے مزار
موت کی نقش گری ان کے صنم خانوں میں
زندگی سے ہنر ان برہمنوں کا بیزار
چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقامات بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ، بدن کو بیدار
ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ بیچارے کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

راجا محمود صاحب اور ڈاکٹر سیّد محمد سلطان شاہ صاحب لائق صد تحسین ہیں کہ وہ اردو ادب میں پاکیزہ قدروں اور ارفع و اعلیٰ روایتوں کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ خدا ان کی کوششوں کو قبول کرے۔ آمین!